اقوال زریں

- تین چیزوں کو پاک رکھو، جسم، لباس اور خیال۔
- تین چیزوں کا احترام کرو، قانون، استاد اور والدین۔
- تین چیزوں کے لیے ہمیشہ تیار رہو، موت، زوال، نعم یا تکلیف۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA NEW DELHI

مہاراشٹر کی سیاست میں ہلچل

ریاست

مہاراشٹر کی سیاست میں سحراں مہایوتی میں شامل بی جے پی، شیوسینا شندے گروپ اور این سی پی اجیت پوار گروپ کے اتحاد میں کھلبلی مچی ہوئی ہے، وہ یوں لوک سبھا انتخابات کے نتائج سے اپوزیشن اتحاد مہاوکاس اگھاڑی کی تینوں پارٹیوں کانگریس، شیوسینا یوبی ٹی اور این سی پی شرد پوار گروپ کا نہ صرف حوصلہ بڑھا ہوا ہے، بلکہ وہ پرجوش بھی نظر آرہی ہیں۔ اب تو انہوں نے مہاراشٹر اسمبلی انتخابات ساتھ لڑنے کا اعلان کردیا ہے۔ لوک سبھا انتخابات کے نتائج آنے کے بعد ریاست میں سحراں اور اپوزیشن اتحاد کی پارٹیوں میں مسلسل میٹنگوں کا دور چل رہا ہے۔ نتائج سے سحراں اتحاد کی تمام پارٹیاں پریشان نظر آرہی ہیں۔ نائب وزیر اعلیٰ دیویندر فرنویس نے تو عہدہ سے استعفیٰ دینے اور تنظیم میں رہ کر کام کرنے کی پیشکش کردی تھی، مرکزی قیادت کی مداخلت کے بعد بڑی مشکل سے وہ فی الحال استعفیٰ نہ دینے پر راضی ہوئے۔ پارلیمانی انتخابات میں خراب کارکردگی کا جائزہ شیوسینا شندے گروپ نے بھی اپنے طور پر لیا اور این سی پی گروپ نے بھی۔ بی جے پی میں تو اس پر مسلسل غور وخوض چل رہا ہے۔ آج 18 جون کو اس مسئلہ پر بی جے پی اور آر ایس ایس کے اعلیٰ لیڈروں کے درمیان ایک میٹنگ ہوئی، جس میں شکست کے ساتھ ساتھ آئندہ اسمبلی انتخابات کی تیاروں پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ شکست کی وجوہات کیا ہیں، مہایوتی کی کوئی بھی پارٹی کھل کر کچھ بھی بولنے کو تیار نہیں ہے، کیونکہ اس سے ایک تو ان کے درمیان تعلقات میں تلخی پیدا ہوسکتی ہے، دوسرے اس کا اثر حکومت پر پڑسکتا ہے، لیکن یہ بات اندر ون خانہ چل رہی ہے کہ کس کی وجہ سے کس کو نقصان پہنچا۔ ایک بات تو طے ہے کہ تینوں پارٹیوں کے اتحاد سے حکومت تو چل رہی ہے اور پارٹی میں تقسیم کی وجہ سے این سی پی شرد پوار گروپ اور شیوسینا اودھو گروپ دونوں ہی وقتی طور پر کمزور ہوئے، لیکن نتائج نے ثابت کردیا کہ بھلے ہی پارٹیاں اور لیڈران بی جے پی کے ساتھ گئے، ان کے رائے دہندگان یا حامی نہیں۔ وہ ابھی بھی پرانی پارٹیوں کے ساتھ ہیں۔

دوسری طرف اپوزیشن اتحاد کو دیکھیں تو اس میں شامل تینوں پارٹیوں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس کر کے اپنے عزائم کا اظہار کردیا، ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جولوگ پارٹی چھوڑ کر چلے گئے، ان کو واپس نہیں لیں گے۔ دراصل مہایوتی نے جہاں جونتوڑ اور سمبران پارلیمنٹ و اسمبلی کو ساتھ رکھنے پر توجہ مرکوز رکھی اور ان سے کسی کو بھی پھر واپس جانے نہیں دیا، اسی کو وہ اپنی جیت سمجھ رہی تھی، اس کا اسے نقصان پہنچا۔ رائے دہندگان پر زیادہ توجہ نہیں دی، جبکہ مہاوکاس اگھاڑی کی پارٹیوں نے پارٹی سے جانے والے لیڈروں کو اہمیت نہیں دی، فوکس رائے دہندگان پر رکھا، جو ان سے دور نہیں ہوئے، بلکہ اور قریب ہوگئے اور الیکشن میں ان کا انہیں بہت فائدہ پہنچا۔ ریاست کی 48 پارلیمانی سیٹوں میں سے 29 پر اپوزیشن اتحاد کو اور صرف 18 سیٹوں پر سحراں اتحاد کو کامیابی ملی۔ ایسے میں صرف 4 ماہ بعد ریاست میں اسمبلی انتخابات اکتوبر میں ہوں گے۔ اس سے قبل سابقہ اسمبلی انتخابات 21 اکتوبر 2019 کو ہوئے تھے، جب بھی وہاں کسی پارٹی کو اپنے بل بوتے پر اکثریت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ سابقہ اسمبلی انتخابات کے مقابلہ اس بار انتخابی اتحاد بھی بدل چکا ہے اور سیاسی منظرنامہ بھی۔ لوک سبھا انتخابات کے بعد جو انتخابی منظرنامہ ہے، وہ سحراں اتحاد کے لیے کچھ اچھا نہیں ہے۔ یہی چیز ان کی فکرمندی کی وجہ ہے۔ دراصل لوک سبھا انتخابات کے نتائج کچھ اس طرح آئے ہیں کہ اپوزیشن نے سیاست پر اپنا دبدبہ قائم کردیا۔ سبھی جانتے ہیں کہ مہاراشٹر میں اپنے بل بوتے پر کوئی بھی پارٹی اکثریت حاصل نہیں کرسکتی۔ مخلوط حکومت کے دور میں بھی پارٹیوں کو علاقائی پارٹیوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور اس معاملہ میں بی جے پی کے ساتھ جو پارٹیاں ہیں، وہ عوامی سطح پر کمزور نظر آرہی ہیں۔ راج ٹھاکرے کی ایم این ایس نے بھی علیحدہ الیکشن لڑنے کا اعلان کردیا، جبکہ اپوزیشن اتحاد پہلے سے زیادہ مضبوط اور متحد نظر آرہا ہے اور اس میں وہ اپنا سیاسی وانتخابی فائدہ بھی دیکھ رہا ہے، پھر کہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سیاست ہے، نہ تو کوئی مستقل دوست رہتا ہے اور نہ دشمن۔

لوک سبھا انتخابات میں جس طرح سحراں اور اپوزیشن اتحاد کے درمیان کانٹے کا مقابلہ ہوا تھا، اسمبلی انتخابات میں بھی کچھ اسی طرح کی تصویر ہوسکتی ہے۔ شاید اسی لیے بی جے پی کے ساتھ ساتھ آر ایس ایس بھی وہاں سرگرم نظر آرہی ہے۔ ریاست میں سوال صرف حکومت کا نہیں ہے، بلکہ کچھ پارٹیوں کے لیے وجود کا بھی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ یہ تصویر مستقبل کی سیاست اور اسمبلی انتخابات کو دلچسپ بنا سکتی ہے۔

edit2sahara@gmail.com

’جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے‘

صبیح احمد

وزیراعظم

نریندر مودی نے مسلسل تیسری بار بی جے پی کی قیادت میں این ڈی اے کی حکومت بنالی ہے اور اس طرح انہوں نے پنڈت نہرو کے زیر قیادت کانگریس پارٹی کے پرانے ریکارڈ کو توڑ دیا ہے۔ بلاشبہ مودی کے لیے یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے لیکن بھگوا بریگیڈ کے لیے ایک فخر لیہ بھی ہے کہ مجموعی طور پر این ڈی اے اور بالخصوص بی جے پی کو حالیہ انتخابات میں زبردست نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ سرپٹ دوڑنے والی این ڈی اے حکومت کی اگام اس بار کس دی گئی ہے۔ اس اس کے لیے آگے کی راہ اتنی آسان نہیں رہی، جتنی وہ سمجھتی تھی۔ عوام نے انہیں اچھی طرح یہ سبق دیا ہے کہ ہمیں اتنا سہل مت جانو، بڑے بڑے شہسواروں کو بھی اس میدان میں منھ کے بل گرادیا ہے۔

2024 کے لوک سبھا انتخابات میں این ڈی اے اتحاد نے 292 سیٹیں جیتی ہیں، جو اکثریت کے اعداد و شمار 272 سے محض 20 سیٹیں زیادہ ہے۔ اس جیت کے باوجود بی جے پی اکیلے اپنے دم پر اکثریت حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ پارٹی کو سب سے زیادہ نقصان ہندی بیلٹ میں ہی ہوا، جتنے اس کا گڑھ کہا جاتا ہے۔ یعنی کہ

’جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے‘

بالخصوص یوپی میں بی جے پی کو سب سے زیادہ 29 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ 2019 میں اسے 62 سیٹیں ملی تھیں، جبکہ اس بار صرف 33 پر ہی سمٹ کر رہ گئی ہے۔ اتر پردیش کی 80 سیٹوں میں سے 37 ایس پی، 33 بی جے پی، 6 کانگریس، 2 آر ایل ڈی، ایک اپنا دل اور ایک آزاد امیدوار نے جیتی ہے۔ صرف یوپی میں ہی بی جے پی کی 29 سیٹیں کم ہوئی ہیں، وہیں سماجوادی پارٹی (ایس پی) کی 32 سیٹیں بڑھی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ خود وزیراعظم نریندر مودی نے بھی وارانسی سیٹ پر بہت کم ووٹوں کے فرق سے جیت حاصل کی ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے تو بے جا نہ ہوگا کہ بی جے پی کی یہ دی وی آئی پی سیٹ بھی بہت مشکل سے بچ پائی ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ بی جے پی کے رام مندر بیانیہ کی ناکامی ہے۔ بی جے پی ایودھیا شہر کی فیض آباد لوک سبھا سیٹ بھی 50 ہزار سے زیادہ ووٹوں سے ہار گئی ہے۔ یہاں بی ایس پی کے 80 سے 90 فیصد ووٹ اپوزیشن اتحاد انڈیا کی پارٹیوں کے حق میں گئے ہیں۔ دوسری سب سے بڑی ریاست راجستھان ہے جہاں بی جے پی کو 10 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ اس بار وہ 2019 کی 24 کے مقابلے صرف 14 سیٹیں ہی جیت سکی۔ بہار میں بی جے پی کو 2019 کے مقابلے 5 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ یہاں اس کی نشستیں 17 سے کم ہوکر 12 ہوگئی ہیں۔ اسی طرح جھارکھنڈ میں اسے گزشتہ بار کی 12 کے مقابلے صرف 8 سیٹیں ملی ہیں۔ یعنی کل 4 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ وہیں ہریانہ میں پارٹی 10 سے گھٹ کر 5 سیٹوں پر محدود ہوگئی ہے۔ ہندی بیلٹ سے باہر مہاراشٹر میں بھی بی جے پی کو پرا جھٹکا لگا ہے۔ 2019 کی 23 کے مقابلے اس بار صرف 9 سیٹیں ملی ہیں۔ یعنی وہاں بی جے پی کو 14 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ مجموعی طور پر اس بار بی جے پی کو 20 فیصد سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ وہیں کانگریس کو 90 فیصد سیٹوں کا فائدہ ہوا ہے۔ بی جے پی کو بنگال میں 6 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ ترنمول کی 7 سیٹیں بڑھی ہیں۔ دیگر 42 کے بجائے 35 میں سے 29 سیٹوں پر غلبہ ہے۔ بی جے پی 12 سیٹوں پر سی سٹ کر رہ گئی ہے۔ کانگریس کو ایک سیٹ ملی ہے۔ بنگال میں ایم سی سی نے 22 سیٹوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ بنگال میں این ڈی اے کے دونوں میں تقریباً فیصدی کی آئی ہے اور ترنمول کے ووٹوں میں 2 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ جہاں تک شمال مشرقی ہندوستان کا تعلق ہے، یہاں کی 8 ریاستوں میں کل 25 سیٹوں میں سے بی جے پی نے 13 اور کانگریس نے 7 پر کامیابی حاصل کی ہے۔ بی جے پی نے پوری دونوں سیٹیں ہارگئی ہے۔

آخر اس خراب کارکردگی کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما ہیں؟ یوپی میں یہاں تک کہ کیبل دیو بھارتیہ سماج پارٹی اور آر ایل ڈی بھی بی جے پی کو زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکے۔ پسماندہ ووٹ بینک کو استعمال کرنے کے لیے بی جے پی نے این ڈی اے کو وسعت دی تھی اور اس میں کیبل دیو بھارتیہ سماج پارٹی اور آر ایل ڈی جیسی پارٹیوں کو شامل کیا تھا۔ لیکن دونوں ہی جماعتیں کوئی کرشمہ دکھانے میں ناکام رہیں۔ یہی حال این ڈی اے کے دیگر پرانے حلیفوں اپنا دل (ایس) اور نشاد پارٹی کا رہا۔ بی جے پی کو امید تھی کہ ان پسماندہ چہروں کی مدد سے اسے غیر یادو اوبی سی ووٹ بینک کو اپنی طرف راغب کرنے میں مدد ملے گی۔ لیکن انتخابی نتائج نے ان لیڈروں کے بھروسہ کو بے نقاب کردیا۔ اوم پرکاش راج بھر کے اثر ورسوخ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بی جے پی کو فائدہ پہنچانا تو دور کی بات، وہ اپنے بیٹے اپنا دو رانڈ جیسی گھوسی سیٹ سے الیکشن نہیں جتوا سکے۔ اتنا ہی نہیں بلیا، چندولی، غازی پور، سلیم پور، لال گنج اور اعظم گڑھ سیٹوں پر بھی بی جے پی کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انوپریہ پٹیل کے اثر ورسوخ کا بھی یہی حال تھا، جس نے خود کو اپنا ڈی اے میں سب سے بڑا کرسی چہرہ بنانا کوشش کیا تھا۔ اس بار انوپریہ خود کسی طرح سخت جدوجہد کے بعد الیکشن جیت پائیں۔ یہی نہیں بی جے پی کو پرتاپ گڑھ، رتنا پور، امیٹھی، رگنگر، شراوستی اور جالون جیسی سیٹوں پر بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا جہاں کرسی ذات کا غلبہ ہے۔ بی جے پی کی کوئی بھی تدبیر کام نہ آئی: ’الٹی ہوگئیں سب تدبیر دوا نے کچھ نہ دوا نے کام کیا‘

> بھگوا بریگیڈ وزیراعظم مودی کے نام پر ہی الیکشن لڑتا رہا ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں کے بہت سارے ووٹروں کو تو اکثر مقامی امیدواروں کے نام بھی پتہ نہیں ہوتے۔ بس، وہ ’مودی‘ کے نام اور ’کمل پھول‘ کے نشان پر ووٹ ڈالتے رہے ہیں۔ گزشتہ 10 سالوں کی جیت کو مودی سے منسوب کیا جارہا ہے، اس لیے اس بات کو سمجھنے کے لیے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں کہ اس شکست کے لیے ذمہ دار کس کو ہونا چاہیے؟

انتخابی نتائج نے جہاں بی جے پی کے کارکنوں میں اندر ونی بے اطمینانی کا پردہ فاش کیا ہے، وہیں تنظیم کی خامیوں کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ اس الیکشن سے یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ کارکنوں میں مایوسی اور بے اطمینانی کے ساتھ ساتھ انتخابی انتظام کی خامیوں نے بی جے پی کو 80 سیٹیں جیتنے کے ہدف میں سب سے بڑی رکاوٹ کھڑی کردی۔ یوپی میں بی جے پی کی خستہ حالی کے لیے سب سے زیادہ ذمہ دار پارٹی کے بڑے لیڈروں کا حد سے زیادہ اعتماد ہے۔ جس طرح سے مقامی اور پارٹی کیڈر کارکنوں کو نظرانداز کرتے ہوئے ٹکٹوں کی تقسیم کی گئی، اس سے بی جے پی کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ آئین اور ریزرویشن کے معاملے پر اپوزیشن کی جارحانہ مہم کے خلاف بی جے پی کی کوئی بھی حکمت عملی کام نہ آئی۔ پسماندہ اور دلت طبقہ کے نوجوانوں کو سمجھانے میں بی جے پی پوری طرح ناکام رہی جن کا ان معاملوں سے راست واسطہ ہے۔ اس الیکشن میں مہنگائی اور بے روزگاری سب سے بڑے ایشوز میں شامل تھے۔ لیکن بی جے پی لیڈر اسے سمجھنے میں ناکام رہے۔ وہ صرف اعداد و شمار کی بنیاد پر دعویٰ کرتے رہے کہ وزیراعظم نریندر مودی کے دور حکومت میں مہنگائی کی شرح پچھلی حکومتوں سے کم رہی ہے۔ غریبوں کو اعداد و شمار کی زبان سمجھ نہیں آتی۔ مہنگائی کی وجہ سے ان کا جینا مشکل ہوگیا ہے، یہ بات بی جے پی سمجھنے کو تیار نہیں ہے۔ اسی طرح موجودہ حکومت بے روزگاری کی شرح کم ہونے کا دعویٰ کررہی ہے لیکن سچ یہ ہے کہ بے روزگار نوجوانوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ پرانی پنشن پالیسی کی وجہ سے جہاں لاکھوں ملازمین بی جے پی سے ناراض ہیں، وہیں فوج میں ملازمت کے مواقع بھی کم ہوئے ہیں۔ حکومت اگنی ویر اسکیم کی خواہ جتنی بھی تعریف کرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نوجوانوں میں اس کو لے کر کافی ناراضگی ہے۔

بہرحال بظاہر تو یہ بی جے پی امیدواروں اور پارٹی کی مجموعی ناکامی ہے لیکن گرد یکھا جائے تو درحقیقت یہ ناکامی وزیراعظم مودی کی مقبولیت میں تشویش ناک کمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ بھگوا بریگیڈ وزیراعظم مودی کے نام پر ہی الیکشن لڑتا رہا ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں کے بہت سارے ووٹروں کو تو اکثر مقامی امیدواروں کے نام بھی پتہ نہیں ہوتے۔ بس، وہ ’مودی‘ کے نام اور ’کمل پھول‘ کے نشان پر ووٹ ڈالتے رہے ہیں۔ گزشتہ 10 سالوں کی جیت کو مودی سے منسوب کیا جارہا ہے، اس لیے اس بات کو سمجھنے کے لیے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں کہ اس شکست کے لیے ذمہ دار کس کو ہونا چاہیے؟

sasalika786@gmail.com

گرمی میں زیادہ خطرناک مہلک مرض لیپ ٹو اسپائروسس

ایم اے کنول جعفری

مرکزی

حکومت نے انسانوں میں ہونے والے مہلک مرض لیپ ٹو اسپائروسس کے حوالے سے ریاستی حکومتوں کو چست رہنے کے لیے الرٹ جاری کیا ہے۔ محکمہ صحت کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر ہٹل گرگ نے تمام ریاستوں کو تحریر کیے گئے خطوط میں کہا ہے کہ زیادہ گرمی اور زیادہ بارش والے موسم لیپٹو اسپائرا (Leptospira) جراثیم کے لیے سب سے زیادہ سازگار ہوتے ہیں۔ عام طور سے یہ بیماری جانوروں میں پائی جاتی ہے اور پھر جانوروں سے انسانوں میں پھیلتی ہے۔ بیمار یا متاثر جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہونے والی اس بیماری سے گردوں اور جگر کو نقصان پہنچ سکتا ہے، جس سے مریضوں میں اموات کی شرح میں کئی گنا زیادہ کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس انفیکشن سے سب سے زیادہ متاثر ریاستوں میں اتر پردیش، تمل ناڈو، مہاراشٹر، پنجاب، راجستھان، مدھیہ پردیش اور کیرالہ سمیت 11 صوبے شامل ہیں۔ 2009 سے 2023 کے درمیان لیپٹو اسپائرا انفیکشن کے معاملات میں تقریباً 30 فیصد کا زیادہ کا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ یہ جراثیم (Bacteria) موسیقوں کو اپنا شکار بناتے ہیں۔ اس لیے جانور پالنے والے افراد کو مویشیوں کو ٹیکے لگانے (Vaccination) کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر طرح سے محکمہ صحت کی ٹیموں کو چست درست رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ مریض کی بروقت جانچ نہیں ہونے کی بنا پر یہ بیماری کچھ ہی دنوں میں انسانی زندگی کے لیے خطرہ بڑھا دیتی ہے۔

دراصل، لیپ ٹو اسپائروسس ایک زُوٹونک مرض (Zoonotic disease) ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ مرض جانوروں اور انسانوں کے درمیان پھیلنے والا مرض ہے۔ نئی دہلی میں بیماری کے تحفظ کے قومی مرکز (National centre for disease control) کے مطابق لیپ ٹو اسپائروسس ایک قسم کا انفیکشن ہے، جو پیچ دار ڈاٹ (Corkscrew) کی قامت والے لیپٹو اسپائرا (Leptospira) نام کے جراثیم سے پھیلتا ہے۔ اس انفیکشن کو فیلڈ فیو (Field fever)، ریٹ کیچرس لیو (Rat catcher's yellow) اور ہارویسٹ فیو (Harvest fever) بھی کہا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ مرض چوہے، کتے، بلی، گھوڑے، بھیڑ، بکری اور خنزیر جیسے مویشیوں کے ذریعہ سے پھیلتا ہے۔ یہ مویشی برسوں تک اپنے پیشاب میں لیپٹو اسپائرو خارج کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ یہ انسانوں میں انفیکشن پھیلانے کے عام ذرائع ہیں۔ متاثرہ جانوروں یا ان کے پیشاب سے آلودہ پانی یا مٹی کے ناک، منہ، آنکھ یا جلد میں خراش یا چوٹ لگنے کے بعد براہ راست رابطے میں آنے سے انسانوں میں لگ سکتا ہے۔ یہ بیماری گرم آب و ہوا والے مقامات پر ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ مرض موسم میں ہوتا ہے۔ کچھ مریضوں میں یہ بیماری تیز اور ایک سطحی پائی جاتی ہے۔ اس میں خون کے فساد (septicemic) کا مرحلہ اچانک شروع ہوجاتا ہے۔ کچھ مریضوں میں سر درد، پٹھوں میں درد، پیٹ میں درد سردی لگنا، بخار آنا، کھانسی ہونا، سرخ آنکھیں، پیلی جلد و پیلی آنکھیں، ناک کی سوزش، سینے میں درد اور خراش شدید قسم کے لیپ ٹو اسپائروسس کی علامات میں شامل ہیں، جب کہ خطرناک قسم کے لیپٹو اسپائروسس، جس میں انفیکشن کی علامات 3 سے 10 دن بعد شروع ہوسکتی ہیں، میں خون کی کھانسی، سینے میں درد، سانس لینے میں تکلیف، جسم کی جلد یا آنکھوں سے تیز پیلاپن، کالے اور چیچپے رنگ کا پاخانہ، پیشاب میں کمی، جلد پر چھینے اور سرخ رنگ کے دانے دار ہے ہوجاتے ہیں۔ آشوب چشم عام طور پر تیسرے یا چوتھے روز دکھائی دینا ہے۔ تلی کا بڑھنا (Splenomegaly) اور جگر کا بڑھنا (Hepatomegaly) غیر معمولی ہیں۔ یہ مرحلہ 4 سے 6 دن تک رہتا ہے۔ اس مرض میں مریض کو اکثر سردی لگتی ہے اور بخار 39 ڈگری سلیسس سے زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد پھر بخار آنا شروع ہوتا ہے۔ دوسرا (مدافعتی) مرحلہ بیماری کے 6 دیں روز سے لے کر 12 ویں روز کے درمیان ہوتا ہے۔ اس کا تعلق سیرم (Serum) میں دافع جراثیم (Antibodies) کی موجودگی سے ہوتا ہے۔ بخار اور اس سے پہلے کی علامات دوبارہ ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ گردن توڑ بخار بھی ہوسکتا ہے۔ یہ مرحلہ عام طور پر 4 سے 30 روز تک رہتا ہے۔ اگر کوئی خاتون حمل سے ہو تو اس کے صحت یاب ہونے کے دوران اسے استقاط حمل کی تکلیف سے بھی گزرنا پڑ سکتا ہے۔ حالاں کہ لیپٹو اسپائروسس منطقہ حارہ (Tropical) علاقوں اور گرم آب و ہوا والے مقامات، جہاں پر سال بہت زیادہ بارش ہوتی ہے، میں عام ہے۔ لیکن کوئی شخص دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو وہ اس مرض سے بچنے کا ہوش نہیں رکھتا۔ اگر چہ وہ شخص متاثرہ مقام پر رہتا ہے یا پھر اس علاقے کا سفر کرتا ہے۔ ان علاقوں میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امن پند جزائر (Pacific island)، کیریبین، Sub-Saharan افریقہ، لیٹن امریکہ کے کچھ علاقے، جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا وغیرہ شامل ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں ہر برس 10 لاکھ سے زیادہ لوگ لیپٹو اسپائروسس کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان میں سے کم و بیش 60 ہزار لوگوں کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

> دراصل، لیپ ٹو اسپائروسس ایک زُوٹونک مرض (Zoonotic disease) ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ مرض جانوروں اور انسانوں کے درمیان پھیلنے والا مرض ہے۔ نئی دہلی میں بیماری کے تحفظ کے قومی مرکز (National centre for disease control) کے مطابق لیپ ٹو اسپائروسس ایک قسم کا انفیکشن ہے، جو پیچ دار ڈاٹ (Corkscrew) کی قامت والے لیپٹو اسپائرا (Leptospira) نام کے جراثیم سے پھیلتا ہے۔

محکمہ صحت کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر ہٹل گرگ نے ملک بھر کی صوبائی حکومتوں سے کہا ہے کہ تمام ضلع سرولانس اکائیوں کو الرٹ کرنے کے ساتھ متاثرہ اضلاع کے لیے فوری طور پر ایک منصوبہ تیار کریں، تاکہ وہاں کے مقامی لوگوں، اسپتالوں اور صحت کی ٹیموں کو وقت پڑنے پر مطلع کیا جاسکے۔ اسپتالوں میں جانچ کٹس اور ان کے ریکروٹنگ ایجنٹس (Recruiting Ajents) کے حوالے سے بھی بات چیت ہونی چاہیے۔ کہا گیا ہے کہ جن علاقوں میں یہ انفیکشن کافی پھیلا ہے، ان علاقوں کا دورہ کرتے وقت جوتے، دستانے اور کپڑے پہننا چاہئیں۔ باڑھ یا زیادہ بارش والے علاقوں میں پانی کے کھیلوں اور تیرنے سے بچنا چاہیے۔ مرے ہوئے جانوروں کو ننگے ہاتھوں سے چھونے کے بجائے ہاتھوں پر دستانے چڑھانا اور کام سے فراغت پاکر ہاتھوں کو اچھی طرح صابن سے دھونا چاہیے۔ اس کے علاوہ خراش، کٹ یا زخموں کو ڈھکنا بھی ضروری ہے۔

(مضمون نگار سینئر صحافی اور ادیب ہیں)

jafrikanwal785@gmail.com

مرکز اور تلنگانہ میں کوئی مسلم وزیر نہیں

سکریٰ!

این ڈی اے کی مرکزی کابینہ اور تلنگانہ کی کانگریس کابینہ میں ایک بھی مسلم وزیر نہیں ہے۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ این ڈی اے سرکار برائے نام ہے، جس میں آج بھی نریندر مودی اور امت شاہ کی ہی چل رہی ہے اور یہ بات بھی سب ہی جانتے ہیں کہ بی جے پی لیڈران مسلمانوں سے حسد جلن اور نفرت میں سب سے آگے ہیں، جب بھی مسلم مفادات اور مسلمانوں کے حقوق کی بات آتی ہے تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں، ان کا اظہار خود انہوں نے مایوں کے عالم میں اپنی زبان سے انتخابی تقاریر میں کردیا ہے لہٰذا ان سے مسلمانوں کے تئیں کسی خیر کی امید رکھنا فضول ہے لیکن افسوس این ڈی اے میں شامل دیگر جماعتوں پر ہے کہ کسی نے بھی مسلم نمائندگی پر زور دینا نہ اس کا مطالبہ کیا! خیر یہ تو مرکز کی این ڈی اے سرکار کی بات ہوئی لیکن تلنگانہ کی کانگریس حکومت کو کیا ہوگیا ہے کہ اس نے بھی کسی مسلمان کو ریونیو ریڈی کابینہ میں جگہ نہیں دی اور مختلف حیلے بہانے بنا کر چند معمولی عہدے چند مسلم قائدین کو دے دیئے مگر کسی بھی مسلم وزیر کا تقرر نہیں کیا جبکہ مسلمانوں کی مدد اور ان کے تعاون کی وجہ سے ہی کانگریس تلنگانہ میں برسر اقتدار آئی اور اس کے ارکان پارلیمنٹ کی تعداد بھی دوگنی سے زیادہ ہوئی، اس کے باوجود مسلمانوں کو دھوکا دیا گیا، کیوں؟ سنا جارہا ہے کہ تلنگانہ کی ریاستی کابینہ میں توسیع ہونے والی ہے، ریونیو ریڈی اور کانگریس کی مرکزی قیادت کو سابقہ حکومت کے انجام سے سبق لے کر فوری کسی دیانتدار اور صاف ستھرا ریکارڈ رکھنے والے فعال مسلم قائد کو وزیر بنانا چاہیے تاکہ ملک و قوم اور مسلم ملت کا بھلا اور اس کی نمائندگی ہو۔

زکریا سلطان – دہلی

فیصلہ آسان نہیں!

سکریٰ!

ہفتوں طویل تذبذب کو ختم کرتے ہوئے سابق صدر کانگریس اور پارٹی کے نومنتخب ممبر پارلیمنٹ راہل گاندھی اپنے پہلے حلقہ انتخاب وائناڈ سے مستعفی ہوگئے ہیں اور یہ سیٹ انہوں نے اپنی بہشیرہ پریینکا گاندھی کیلئے خالی کی ہے کیونکہ انتخابی قواعد کے مطابق راہل گاندھی، جو وائناڈ اور رائے بریلی دونوں سیٹوں پر فاتح قرار دیے گئے تھے، ان میں سے ایک سیٹ انہیں نتائج کے اعلان سے چودہ دنوں کے اندر خالی کرنا تھی۔ بہرحال راہل گاندھی نے رائے بریلی کو فوقیت دی۔ اس ضمن میں دوشنبہ کو پارٹی کی ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ کے دوران کانگریس صدر ملکارجن کھرگے نے یہ اعلان کیا جس کے تحت وائناڈ سے اب پریینکا گاندھی ضمنی چناؤ لڑیں گی۔ راہل گاندھی نے رائے بریلی سے اپنے پرانے رشتہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ قربت دونوں (رائے بریلی اور وائناڈ) سے برابر ہے، اس لیے یہ فیصلہ آسان نہیں ہے، جس کے بعد پریینکا گاندھی وادرا نے یقین دلایا کہ وہ وائناڈ کے عوام کو راہل گاندھی کی کمی محسوس نہیں ہونے دیں گی۔ چونکہ اب ضمنی انتخابات بھی عنقریب ہوں گے، جہاں انتخابی گہما گہمی ایک پُرعزم اور تیز کامرگر رہے گی اور اتر پردیش میں سماجوادی پارٹی صدر اکھلیش یادو کے قنوج سے ایم پی منتخب ہونے کے سبب ہونے والا الیکشن قابل ذکر ہے۔

اظہر علی خاں – شرافت منزل، کوٹو الان، رامپور-1

آئینہ

ہمیں یہ دھیان ہو موسم بہت گرمی کا موسم ہے
فضا خوشبو سے مہکا ہی پیارے دینداری ہے
خدا کے فضل سے قربانیاں کرلیں ادا ہم نے
علاقے صاف رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے

جگر نوگانوی

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن لمیٹڈ پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس، C-2,3,4، سیکٹر-11 نوئیڈا میں چھپوا کر اور 706-705، ساتویں منزل، نورتک ہاؤس، 21 کے جی مارگ، نئی دہلی سے شائع کیا۔
Printed & Published by **Zia Qadri**, on behalf of **Sahara India Mass Communication** and Printed at **Sahara India Mass Communication Press**, C-2, 3, 4, Sector-11, Noida and published at **705-706, VIIth Floor, Navrang House, 21 K.G. Marg, New Delhi**
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Md. Fakhre Imam** (fmam16@gmail.com) *
ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی ■ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: محمد فخر امام*
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com ■ **Advertisement (National)**: ■ 9891773434, 9899452476 **Email**: adsahara@gmail.com
ٹیلی فون نمبر دہلی دفتر: 23352368، 011-23352369، ٹیلی فون نمبر نوئیڈا آفس: **0120-2444755, 2598419**، سرکولیشن: 0120-2598274
www.roznamasahara.com R.N.L. No.71627/99 **Roznama Rashtriya Sahara** (New Delhi) Regd.: UP/BR/GBD-208/2024-2026 سال: **25** شمارہ نمبر: **8931**
* اس شمارہ میں شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار
سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن لمیٹڈ
حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں